# ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:25اکتوبر1951

**دی سٹیٹ آف اڑیسہ**

**بنام**

**مدن گوپال رنگتا۔**

---

**دی سٹیٹ آف اڑیسہ**

**بنام**

**ارجن لدھا۔**

---

**دی سٹیٹ آف اڑیسہ**

**بنام**

**میلکولم ہینگس ٹولک۔**

---

**دی سٹیٹ آف اڑیسہ**

**بنام**

**محمد۔ سراج الدین اور دیگر**

---

**دی سٹیٹ آف اڑیسہ**

**بنام**

**ایس۔لال**

[ہری لال کانیا چیف جسٹس، پتنجلی شاستری، مکھرجیہ، داس اور چندر شیکھر اایئر جسٹس صاحبان]

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

آئین ہند آرٹیکل 226- فریقین کے حقوق کا فیصلہ کیے بغیر دیوانی مقدمہ کے زیر التواء ادارے کو محض عبوری راحت دینے کی تحریریں- قانونی حیثیت

عدالت عالیہ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عبوری راحت دینے کے مقصد سے صرف اس وجہ سے کوئی ہدایت نہیں دے سکتی کہ مجموعی ضابطہ دیوانی کی دفعہ 80 کے تحت نوٹس کی تاریخ سے 60 دن کی میعاد ختم ہونے تک مقدمہ دائر نہیں کیا جا سکتا اور اس دوران، جب تک کہ عدالت کی طرف سے تحفظ نہ دیا جائے، درخواست گزار کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے۔

اگرچہ آرٹیکل 226 کے تحت بنیادی حقوق کے نفاذ کے علاوہ دیگر مقاصد کے لیے احکامات جاری کئے جا سکتے ہیں، لیکن آرٹیکل کے اختتامی الفاظ کو اس سے پہلے کے تناظر میں پڑھنا پڑتا ہے، اور حق کا وجود اس آرٹیکل کے تحت عدالت دائرہ اختیار کے استعمال کی بنیاد ہے۔

عبوری راحت صرف اس اہم راحت کی مدد اور اس کے معاون کے طور پر دیا جا سکتا ہے جو کسی مقدمے یا کارروائی میں اپنے حقوق کے حتمی تعین پر فریق کو دستیاب ہو سکتا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: مقدمات نمبر 300 تا 304، سال 1951۔

آئین ہند کے آرٹیکل 132 (1) کے تحت اوڈیشہ میں نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ (رے چیف جسٹس اور نرسمہم جسٹس) کے 2 اگست 1951 کے فیصلے سے متفرق عدالتی مقدمات نمبر 126، 127، 128، 129 اور 130، سال 1951 میں اپیل۔

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل برائے بھارت (جی این جوشی، ان کے ساتھ) تمام اپیلوں میں اپیل کنندہ کی طرف سے۔

این سی چٹرجی (ایچ جے امریگر اور اے این رائے، ان کے ساتھ) کیس نمبر 300، سال 1951 میں مدعا علیہ کے لیے۔

301 اور 304 کے مقدمات میں مدعا علیہ کے لیے روشن لال۔

این سی چٹرجی (اے این رائے، ان کے ساتھ) سال 1951 کے کیس نمبر 302 میں مدعا علیہ کے لیے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

این سی چٹرجی (اے این رائے، اور اے این سنہا، ان کے ساتھ) کیس نمبر 300، سال 1951 میں مدعا علیہ کے لیے۔

25.1951 اکتوبر۔عدالت کا فیصلہ جسٹس کا نیا چیف نے سنایا۔

یہ اڑیسہ میں عدالت عالیہ کے فیصلے کی پانچ ساتھی اپیلیں ہیں، جو ہر اپیل میں مدعا علیہ کی طرف سے دائر پانچ درخواستوں پر پیش کی گئی ہیں، تاکہ عدالت سے آئین ہند کے آرٹیکل 226 کے تحت حکم امتناعی کا وارنٹ اور/یا ہدایات کی رٹ حاصل کی جا سکے۔

جواب دہندگان میں سے ہر ایک نے الزام لگایا کہ 1941 اور 1947 کے درمیان اس نے کیونجھر کے حکمران سے کان کنی کا پٹہ لینے پر رضامندی ظاہر کی تھی اور اس علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔ کچھ درخواست کنندگان نے الزام لگایا کہ انہوں نے کانوں کی ترقی پر رقم خرچ کی ہے اور اسی کام کے لیے مشینری نصب کی ہے۔ تاہم یہ مشترکہ بنیاد ہے کہ 1947 سے پہلے کسی بھی جواب دہندہ کے حق میں کوئی اندراج شدہ پٹہ نہیں تھا۔14 دسمبر 1947 کو کیونجھر کے حکمران نے ہندوستان کی سلطنت کے ساتھ انضمام کا قرارداد کیا اور یکم جنوری 1948 سے ریاست کو ہندوستان کی سلطنت میں ضم کر دیا گیا۔ انضمام کے قرارداد پر دستخط کرنے کے بعد حکمران نے 27 دسمبر 1947 کو ان اپیلوں میں مدعا علیہان کو اندراج شدہ پٹہ دے دیے۔ حکومت بھارت کے 23 مارچ 1948 کے نوٹیفکیشن نمبر 1/172 B کے ساتھ پڑھے جانے والے اضافی صوبائی دائرہ اختیار ایکٹ، 1949 کی دفعہ 4 کے ذریعے حکومت اڑیسہ کو دیئے گئے اختیارات کے استعمال کے مطابق، حکومت اڑیسہ نے 8 جون 1949 کو ایک نوٹیفکیشن جاری کیا، جس میں اعلان کیا گیا کہ مذکورہ پٹے کالعدم ہیں اور اس پر پابند نہیں ہیں۔ یہ منسوخی واضح طور پر اس بنیاد پر کی گئی تھی کہ یہ وعدے معقول اور مخلصانہ نہیں تھے۔ اس کے بعد، جواب دہندگان نے دوسروں کے ساتھ مل کر انہیں پٹہ دینے کے لیے اڑیسہ حکومت سے رابطہ کیا اور ریاستی حکومت نے انہیں نومبر 1949 میں کانوں پر کام کرنے کے لیے عارضی اجازت نامے دے دیے۔ تاہم 3 جولائی 1951 کو انہوں نے عارضی اجازت نامے منسوخ کرنے کا حکم جاری کیا اور جواب دہندگان کو ہدایت کی کہ وہ متعلقہ کانوں سے متعلق اپنے اثاثے پندرہ دن کے اندر ہٹا دیں۔ اس کے بعد مدعا علیہان نے اڑیسہ عدالت عالیہ کے سامنے درخواستیں دائر کیں جن میں ریاست اڑیسہ کے خلاف حکم امتناعی کی نوعیت کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

رٹس یا ہدایات کی درخواست کی گئی تھی جس میں انہیں 8 جون اور 3 جولائی 1951 کے نوٹس واپس لینے کی ہدایت کی گئی تھی، اور اس پر کارروائی کرنے یا اس پر اثر انداز ہونے سے گریز کیا گیا تھا۔

عدالت نے فریقین کے حریف تنازعات کو نوٹ کرنے اور اس دلیل کو مسترد کرنے کے بعد کہ ریاست اڑیسہ نے اجازت نامے منسوخ کر دیے ہیں اور ریاست کے ایک ایکٹ کے طور پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے، یہ سوال اٹھایا کہ "کیا ریاست کی طرف سے انحصار کیا جانے والا منسوخی کا قانون درخواست کنندگان کو دیئے گئے کان کنی کے پٹوں پر لاگو ہوتا ہے، یا متبادل طور پر، کیا ریاست کو اس میں مذکور مدت سے پہلے پٹہ منسوخ کرنے کا کوئی قانونی حق حاصل ہے۔" عارضی اجازت نامے کے جواب دہندگان کی طرف سے قبولیت اور اس سے پیدا ہونے والی روک تھام پر قائم ریاست کے دلیل کا حوالہ دیتے ہوئے، رے چیف جسٹس نے اپنے فیصلے میں مندرجہ ذیل بیان کیا: "اس دلیل کی صداقت کا تعین کرنے میں (عارضی اجازت نامے اور اس سے پیدا ہونے والی روک سے متعلق) وہ حالات جن کے تحت یہ درخواستیں کی گئیں اور اس طرح کی درخواستوں کے قانونی مضمرات اور ان کے تحت دی گئی اجازتوں پر غور کرنا ہوگا۔ حریف تنازعات کی متعلقہ خوبیوں کے بارے میں اس خلاصہ کی کارروائی میں کسی بھی رائے کا اظہار کرنا ہمارے ارادے سے دور ہے۔ تاہم میں مطمئن ہوں کہ واقعات کے تناظر میں اور اس میں شامل ہونے والے حالات کی منطق میں، ایک مقدمہ چلانا ہے۔" اس کے بعد انہوں نے حکم امتناعی کے وارنٹ کے دائرہ کار پر غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ "اس وقت" جواب دہندگان کے پاس کوئی متبادل قانونی داد رسائی نہیں تھی، جو اتنا ہی آسان، فائدہ مند اور موثر تھا کیونکہ جواب دہندگان مجموعی ضابطہ دیوانی کی دفعہ 80 کے تحت اس مقصد کے لیے درکار ساٹھ دن کی مدت ختم ہونے تک مقدمہ دائر نہیں کر سکتے تھے اور انہوں نے سوچا کہ جب تک عدالت اس دوران تحفظ فراہم نہیں کرتی تب تک جواب دہندگان کو کان کنی کے پٹوں کے قبضے کا ناقابل تلافی اور ناقابل تلافی نقصان ہوگا جس میں محنت، مشینری اور بے پناہ قیمت کے آلات کے دیگر وسائل شامل ہیں جو معاوضے کے طور پر رقم کی ادائیگی کے ذریعے شاید ہی ٹھیک کیے جا سکیں۔ اس لیے بنچ نے 2 اگست 1951 کو ایک حکم جاری کیا، جو مندرجہ ذیل ہے:- "ہم ہدایت دیتے ہیں کہ آج سے تین ماہ تک یا ان کے (مدعا علیہان) زیر غور مقدمے کے قیام کے ایک ہفتے بعد، جو بھی پہلے ہو، ریاست اڑیسہ کی حکومت کو زیر بحث کان کنی کے علاقوں پر درخواست کنندگان کے قبضے میں خلل ڈالنے سے گریز کرنا چاہیے اور اس کے بعد یہ حکم نافذ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نہیں ہو گا۔" انہوں نے مزید ہدایات دیں کہ مذکورہ مدت کے دوران کانوں پر کیسے کام کیا جائے۔ فیصلے کے اختتام پر یہ اوپر بیان کردہ محدود حد تک تھا۔"نرسمہم جسٹس نے بیان کیا۔" نتیجے میں، درخواستوں کی اجازت جزوی طور پر چیف جسٹس کے فیصلے میں طے شدہ حکم سے متفق ہوتی ہے حالانکہ اس کا فیصلہ اتفاق رائے کو بہت رکنے والا ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ وہ آرٹیکل 226 کے تحت اختیارات کا استعمال کرنے سے گریزاں ہیں کیونکہ موجودہ مدعاعلیہان مقدمہ دائر کر سکتے ہیں، پھر بھی مجموعی ضابطہ دیوانی کی دفعہ 80 کے پیش نظر ایک ناگزیر تاخیر ہو گی جس کے نتیجے میں مدعاعلیہان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حکم منظور کیا جانا چاہیے جیسا کہ چیف جسٹس کے فیصلے میں ذکر کیا گیا ہے۔ اپنے فیصلے کے اختتام پر انہوں نے کہا:-" تاہم اس بات پر واضح طور پر زور دیا جانا چاہیے کہ اس فیصلے میں موجود مشاہدات کو کسی بھی ایسے سوال کے پیش نظر نہیں لیا جانا چاہیے جو درخواست کنندگان کے باقاعدہ مقدمہ دائر کرنے اور اس عدالت سے عارضی حکم امتناع، وصول کنندہ کی تقرری یا دوسری صورت میں عبوری راحت طلب کرنے کی صورت میں سول کورٹ کے غور کے لیے پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر ایسی درخواست کی جاتی ہے، تو یہ سوالات کہ آیا درخواست کنندگان کے پاس مقدمے کی سماعت کے لیے پہلی نظر میں مقدمہ ہے یا آیا ایسا مقدمہ قابل سماعت ہے یا آیا سہولت کے توازن کے لیے ضروری ہے کہ انہیں مقدمے کے خاتمے تک پٹہ دار جائیداد کے قبضے میں رہنے کی اجازت دی جائے اور دیگر متعلقہ معاملات کو متعلقہ عدالت ذریعے اس فیصلے میں موجود مشاہدات سے کسی بھی طرح متاثر ہوئے بغیر نمٹا جانا چاہیے۔ یہ مشاہدات آرٹیکل 226 کے تحت عارضی راحت دینے کے محدود مقصد کے لیے کیے گئے ہیں اور ان کا مقصد مستقبل کی قانونی چارہ جوئی میں کسی فریق یا عدالت کو شرمندہ کرنا نہیں ہے۔"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد اس حکم کے نفاذ پر روک لگانے کی درخواست کی گئی تھی تاکہ حکومت اڑیسہ 2 اگست کے حکم کے خلاف اپیل کر سکے۔ 6 اگست کو انہی ججوں نے حکم نامے پر عمل درآمد پر پندرہ دن کے لیے روک لگا دی اور مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:-" حکم (2 اگست 1951 کے) کا اثر یہ ہے کہ انہیں (ان اپیلوں میں مدعاعلیہان) کو اس مدت کے لیے کچھ عبوری راحت دینے کے علاوہ جس کے دوران درخواست کنندگان کے پاس کوئی داد رسائی نہیں تھی، ہم درخواست کو قبول کرنے اور مینڈمس کی نوعیت میں ایک رٹ جاری کرنے کے لیے مائل نہیں تھے، جیسا کہ درخواست کی گئی تھی۔" ریاست

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

اڑیسہ ہم سے اپیل پر آئی ہے اور دونوں فریقوں کے دلائل سننے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ عدالت عالیہ کا حکم برقرار نہیں رہ سکا۔ اس کے مطابق ہم نے 15 اکتوبر کو مندرجہ ذیل حکم منظور کیا: "ان پانچ اپیلوں کی اجازت دی جاتی ہے اور ہر معاملے میں عدالت عالیہ کا حکم خارج کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ عدالت عالیہ نے درخواستوں پر کوئی اور حکم جاری نہیں کیا ہے اور درحقیقت کہا ہے کہ عدالت درخواستوں پر کوئی اور حکم جاری کرنے کے لیے تیار نہیں تھی، اس لیے درخواستیں مسترد ہو جاتی ہیں۔ جواب دہندگان اپیلوں کے اخراجات ادا کریں گے۔ ہم بعد میں اپنی وجوہات بتائیں گے۔" ہماری وجوہات یہ ہیں:

آئین ہند کا آرٹیکل 226 مندرجہ ذیل ہے:-

226.(1)" آرٹیکل 32 میں کچھ بھی ہونے کے باوجود، ہر عدالت عالیہ کو، ان تمام علاقوں میں، جن کے سلسلے میں وہ دائرہ اختیار کا استعمال کرتی ہے، کسی بھی شخص یا اتھارٹی کو، بشمول مناسب معاملات میں کسی بھی حکومت کو، ان علاقوں کے اندر حکم برائے حاضری، حکم امتناعی، ممانعت، طلب صند اور مسل طلبی، یا ان میں سے کسی بھی قسم کی رٹ سمیت ہدایات، احکامات یا رٹ جاری کرنے کا اختیار ہو گا، تاکہ حصہ III کے ذریعے دیے گئے کسی بھی حق کے نفاذ کے لیے اور کسی دوسرے مقصد کے لیے۔

(2) شق (1) کے ذریعے عدالت عالیہ کو دیا گیا اختیار آرٹیکل 32 کی شق (2) کے ذریعے عدالت عظمیٰ کو دیے گئے اختیار کی توہین نہیں ہو گا۔

آرٹیکل کی زبان سے پتہ چلتا ہے کہ عدالت کی طرف سے رٹس یا ہدایات جاری کرنا صرف اس کے اس فیصلے پر مبنی نہیں ہے کہ "آئین کے حصہ III (بنیادی حقوق) کے تحت متاثرہ فریق کے حق کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ یہ کسی دوسرے مقصد کے لیے رٹ جاری کر سکتا ہے یا اسی طرح کی ہدایات بھی دے سکتا ہے۔ آرٹیکل 226 کے اختتامی الفاظ کو اس سے پہلے کے تناظر میں پڑھنا ہو گا۔ لہذا حق کا وجود اس آرٹیکل کے تحت عدالت دائرہ اختیار کے استعمال کی بنیاد ہے۔ تاہم اپیل کے تحت اڑیسہ عدالت عالیہ کے فیصلے سے پتہ چلتا ہے کہ ججوں نے فریقین کے حقوق کے حوالے سے کچھ بھی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ درحقیقت انہوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ ان کے مشاہدات کو کسی بھی طرح سے درخواستوں میں اٹھائے گئے فریقین کے حقوق یا تنازعات کا فیصلہ کرنے کے طور پر نہیں سمجھا جانا چاہیے۔ پورے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

فیصلے سے پتہ چلتا ہے کہ مجموعی ضابطہ دیوانی کی دفعہ 80 کے تقاضے کی وجہ سے موجودہ مدعاعلیہان کم از کم ساٹھ دن تک حکومت کے خلاف مقدمہ دائر نہیں کر سکے، وقفے میں مدعاعلیہان کی صورتحال میں خلل نہیں ڈالنا چاہیے اور اسی کے مطابق عدالت نے 2 اگست 1951 کے اپنے حکم میں ہدایات دیں۔ اگر 2 اگست کے حکم کے ذریعے دی جانے والی مطلوبہ راحت کی نوعیت کے بارے میں کوئی شک تھا تو انہی ججوں نے 6 اگست کے اپنے حکم سے یہ بالکل واضح کر دیا ہے، جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ان ہدایات کے علاوہ وہ درخواستوں پر کوئی اور حکم دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ نتیجتاً نتیجہ یہ نکلا کہ ججوں نے فریقین کے حقوق کی تحقیقات اور فیصلہ سنانے سے انکار کر دیا اور موجودہ مدعاعلیہان کی طرف سے دائر کیے جانے والے مجوزہ مقدمے میں اس کے عزم کو واضح طور پر برقرار رکھا، لیکن انہوں نے اس طرح کا مقدمہ دائر ہونے تک عبوری راحت کی ہدایات دیں۔ واضح رہے کہ 2 اگست 1951 کے حکم کی منظوری کے ساتھ، جس میں عبوری راحت کی نوعیت کی ہدایات شامل تھیں، درخواستوں کو مکمل طور پر نمٹا دیا گیا تھا اور انہیں نمٹانے کے لیے زیر التوا نہیں رکھا گیا تھا۔ اس لیے ان ہدایات میں ان درخواستوں پر عدالت کی طرف سے منظور کردہ حتمی حکم شامل ہے۔ اپیلوں کی برقرار رکھنے کے بارے میں اس بنیاد پر ابتدائی اعتراض اٹھایا گیا کہ درخواستوں پر کوئی حتمی حکم جاری نہیں کیا گیا۔ یہ اعتراض اس حقیقت کے پیش نظر ناکام ہونا چاہیے کہ ان احکامات کے ساتھ درخواستوں کو بالآخر نمٹا دیا گیا اور درخواستوں کے سلسلے میں مزید کچھ نہیں کیا جانا باقی رہا۔ یہ حقیقت کہ آرڈر کا عمل مطلوبہ مقدمہ دائر کرنے کے بعد تین ماہ یا ایک ہفتے تک محدود ہے، آرڈر کو حتمی ہونے سے نہیں روکتا ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے اس بات پر زور دیا گیا کہ عدالت کو کیس کے حالات میں آرٹیکل 226 کے تحت اس طرح کے احکامات جاری کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ یہ ایسا معاملہ نہیں ہے جہاں عدالت نے آرٹیکل 226 کے تحت درخواست کو بالآخر نمٹانے سے پہلے جمود برقرار رکھنے کے مقصد سے عبوری راحت کی نوعیت میں ہدایات دیں۔ جس سوال کا ہمیں تعین کرنا ہے وہ یہ ہے کہ کیا صرف عبوری راحت کی نوعیت کی ہدایات آرٹیکل 226 کے تحت دی جاسکتی ہیں، جب عدالت نے واضح طور پر کہا کہ وہ ان فریقین کے حقوق کا تعین کرنے سے گریز کرتی ہے جن پر حکم امتناعی کا وارنٹ یا اسی نوعیت کی ہدایات جاری کی جاسکتی ہیں۔ ہماری رائے میں، آرٹیکل 226 کو درخواست پر واحد اور حتمی راحت کے طور پر عبوری راحت دینے کے مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ عدالت عالیہ نے کرنا چاہا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے۔ یہاں ہدایات صرف مجموعی ضابطہ دیوانی کی دفعہ 80 کی توضیعات کو نظر انداز کرنے کے لیے دی گئی ہیں، اور ہماری رائے میں یہ آرٹیکل 226 کے دائرہ کار میں نہیں ہے۔ عبوری راحت صرف مرکزی راحت کی مدد اور اس کے معاون کے طور پر دیا جاسکتا ہے جو کسی مقدمے یا کارروائی میں اپنے حقوق کے حتمی تعین پر فریق کو دستیاب ہو سکتا ہے۔ اگر عدالت کی رائے ہوتی کہ درخواست کنندگان کے لیے کوئی اور آسان یا مناسب داد رسائی دستیاب نہیں ہے، تو وہ اس کی خوبیوں کی بنیاد پر کیس کی تحقیقات کرنے کے لیے آگے بڑھ سکتی تھی اور اس فیصلے پر پہنچ سکتی تھی کہ آیا درخواست گزار یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے کہ ان کے کسی بھی قانونی حقوق کی خلاف ورزی ہوئی ہے جو انہیں حکم امتناعی کا وارنٹ یا اسی نوعیت کی کسی دوسری ہدایت کا حقدار بناتی ہے۔ اور اس طرح کے عزم کے زیر التواء اس نے صورتحال کو برقرار رکھنے کے لیے ایک مناسب عبوری حکم دیا ہوگا۔ لیکن جب عدالت نے فریقین کے حقوق کے بارے میں فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا اور واضح طور پر کہا کہ دیوانی مقدمہ میں ان کی مزید مناسب طریقے سے تفتیش کی جانی چاہیے، تو وہ اس طرح کے مقدمے کے قیام کو آسان بنانے کے مقصد سے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عارضی احکامات کی نوعیت میں ہدایات جاری نہیں کر سکتی۔ ہماری رائے میں آرٹیکل 226 کی زبان اس طرح کی کارروائی کی اجازت نہیں دیتی۔ اس مختصر بنیاد پر اپیل کے تحت اڑیسہ عدالت عالیہ کے فیصلے کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔

**اپیلوں کی اجازت ہے۔**

تمام اپیلوں میں اپیل کنندہ کا ایجنٹ: پی اے مہتا۔
کیس نمبر 300 میں مدعاعلیہ کا ایجنٹ: ایس پی ورما۔
مقدمات نمبر 301 اور 304 میں مدعاعلیہ کا ایجنٹ: گنپت رائے۔
مقدمات نمبر 302 اور 303 میں مدعاعلیہ کا ایجنٹ: پی کے چٹرجی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document